رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُل اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَاءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیمٌ

ظلمتیں کافور ہو جائینگی اک دن دیکھنا | عَسٰی اَن یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحمُودًا | میں بھی اک نورانی چہرہ کے پرستاروں میں ہوں

اتکفر خلفاء النبی تجاسرا
وانکنت قد ساءتک امر خلافۃ
فہاذنہ قد وقع ما کان واقعا
وما استخلف اللہ العلیم کم اہل
وقضیت امو خلافۃ موعودۃ

اتلعن من ہو مثل بدر منور
فحارب ملیکا اجتباہ کمشتر
فلا تنبات بعد ظہور قد مقدر
وما کان رب الکائنات کمہتر
وفی ذالک ایات لقلب مفکر
(مسیح موعود)

الفضل

مقامی خریداران سے چندہ ؁۔

ایڈیٹر صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی تمام خط و کتابت بنیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو۔

چندہ غیر ممالک سے (۸ روپے)

جلد ۲ | ۲-جولائی ۱۹۱۴ء مطابق ۷ شعبان ۱۳۳۲ ہجری بروز بدھ | نمبر ۷

رباعیات

قادیاں کہتے ہیں سو اجن کا مدینہ لاہور
ان کو لازم ہے مسیحا بھی بنالیں کوئی اور
چھ برس مانا خلیفہ کو اب انکار کیا
ایسے ایماں پہ افسوس ہے گر کیجئے غور

۲
بعد مہدی کے خلافت جو ضروری ہی نہ تھی
نوردین کی بھلا پھر آپنے بیعت کیوں کی
کوئی بنجائے خلیفہ تو نہیں ہے افسوس
ہیں شایانِ خلافت مگر ابنِ مہدی

۳
انکی کوشش ہوئی ناکام ارادہ بے سود
جو یہ کہتے تھے خلیفہ نہ ہو مرزا محمود
برخلاف ان کے خدا اس کا مددگار رہا
رہبر دین ہوا ابن مسیح موعود

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خطبۂ جمعہ

(جو سیدنا فضل عمر حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی نے ۲۶-جون ۱۹۱۴ء کو دیا)

وَاِذِ استَسقٰی مُوسٰی لِقَومِہٖ فَقُلنَا اضرِب بِّعَصَاکَ الحَجَرَ ط فَانفَجَرَت مِنہُ اثنَتَا عَشرَۃَ عَینًا ط قَد عَلِمَ کُلُّ اُنَاسٍ مَّشرَبَہُم ط کُلُوا وَاشرَبُوا مِن رِّزقِ اللّٰہِ وَلَا تَعثَوا فِی الاَرضِ مُفسِدِینَ ۝

افراط و تفریط

افراط و تفریط ان دونوں نے کل دنیا کے مذاہب کو تباہ کر دیا ہے۔ انسان ایک حد تک بہت کم رہتا ہے کئی جوش میں آ کر حد سے آگے نکل جاتے ہیں اور کئی ضعف سے بالکل ہی پیچھے رہجاتے ہیں۔ اصل منزل مقصود تک بہت کم لوگ پہنچتے ہیں ٭

افراط و تفریط کے برے نتائج

کئی لوگوں نے حد سے بڑھ کر ایسا کہدیا کہ خدا ایک نہیں ہے بلکہ ایک سے زیادہ خدا ہیں۔ پھر بعض نے تو اتنے پر ہی بس نہیں کی۔ بلکہ ایک ایک شہر۔ پھر ایک ایک قبیلہ پھر ہر ایک گھر کا ایک ایک خدا بنا دیا۔ پھر دوسرے آئے انھوں نے کہدیا۔ کہ خدا کوئی ہے ہی نہیں۔ ہم خود بخود پیدا ہوئے ہیں اور جو کچھ دنیا میں ہے۔ آپ ہی آپ بنگیا ہے۔ ایک گروہ افراط میں تباہ ہو گیا اور ایک گروہ تفریط میں۔ پھر بعض گروہ ایسے ہیں جنہوں نے بعض انبیاء کو خدا بنا دیا۔ اور ایک گروہ نے تو کہدیا۔ کہ عیسٰی خدا کا بیٹا ہے۔ خدا نے اسکو ہماری خاطر صلیب پر دیا اور ہمارے گناہ معاف ہوئے۔ دوسرا گروہ اٹھا انھوں نے کہا کہ وہ (حضرت عیسٰی ابن مریم) تو نعوذ باللہ لعنتی تھا اور فریبی تھا اور اسپر اپنے ناپاک اور گندے خیالات سے طرح طرح کے الزامات لگائے۔ تمام مذاہب میں ان دو ہی وجہوں کے اختلافات

(باہتمام منشی غلام رسول مینیجر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پروپرائیٹر و پرنٹر و پبلشر کے لئے شائع ہوا)

پیدا ہوئے اور انہیں باطل پھیلا ✣

اسلام میں بھی دوسرے مذاہب کیطرح ایسے گروہ پیدا ہوگئے اور ایک گروہ انہیں سے ایسا ہوا جسنے اہل بیت نبیؐ پر بڑے بڑے ناپاک حملے کئے اور انکو گندہ کہا۔ اور انھوں نے اس بات کا فیصلہ کردیا۔ کہ اہلبیت نبیؐ نعوذ باللہ ناپاک تھے۔ اور ایک گروہ ایسا پیدا ہوا جسنے انکی تعریف میں ایسا مبالغہ کیا کہ حد سے بڑھ گئے۔ اور کہا کہ ان سے کبھی کوئی غلطی ہو سکتی ہی نہیں۔ کچھ ایسے ہوئے کہ اگر صحابہ سے کوئی غلطی ہوئی ہے تو اُن کو گالیاں دینی شروع کردیں ✣ کچھ ایسے ہوئے جنہوں نے کہدیا جو کرتا ہے خدا ہی کرتا ہے ہمارا کچھ اختیار نہیں ہم کچھ نہیں کرسکتے سب کچھ خدا ہی کرتا اور خدا ہی کرواتا ہے ہمارا اس میں کچھ دخل نہیں ہے دوسروں نے ایسا کہدیا کہ خدا کا کسی بات پر تسلط ہی نہیں۔ جو کرتے ہیں ہم خود کرتے ہیں۔ ایک تو اتنا حد سے بڑھ گئے کہ خدا ہی کرتا کرواتا ہے۔ خدا ہی چوری جھوٹ اور برائیاں کرواتا ہے۔ دوسروں نے کہا کہ سب کچھ ہم خود ہی کرتے ہیں۔ خدا کا اسمیں دخل ہی کوئی نہیں۔ تو افراط و تفریط سے ہی تمام مذاہب پر تباہیاں آئیں۔ حالانکہ ان سب کے لئے ایک نقطۂ وسط تھا جسپر وہ جمع ہوسکتے تھے ✣

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مرنے کے بعد کا ایک واقعہ بیان فرمایا ہے جو افراط و تفریط سے بچانے کے لئے آپ نے فرمایا۔ کہ ایک پلصراط ہے جسپر سے گذر کر جنت کو جانا ہوگا۔ جو اسپر سیدھا چلے گا اور ذرا بھی اِدھر اُدھر نہ ہوگا وہ تو جنت میں پہنچ جاوے گا۔ اور اگر ذرا اِدھر اُدھر ہوگا تو دوزخ میں گرے گا ✣

معجزات زندہ مذہب کا نشان ہیں

معجزات ایک زندہ نشان ہوتے ہیں مذہب کے لئے۔ اور مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے اس سے بہت بڑی فوقیت دوسرے مذاہب پر دی ہوئی ہے اور یہ ایک نشان ہے خدا کی طرف سے اس سے اسلام کو ہر وقت تائید و نصرت ہوتی ہے مگر بعض مسلمانوں نے اسکو یہاں تک بڑھا دیا کہ اپنے پیروں کو خدا کا شریک ٹھیرا دیا اور کہدیا کہ ان سے کوئی چیز مخفی نہیں رہ سکتی۔ اور جو کچھ ہے انہی کے اختیار میں ہے اور وہ جو کرنا چاہیں کرسکتے ہیں۔ دوسرے آئے انھوں نے کہدیا کہ نبی کریم کے بعد اب اللہ تعالیٰ کسی سے کلام نہیں کرتا گویا خدا تعالےٰ کو نعوذ باللہ گونگا قرار دیا۔ بعض نے کہدیا کہ پہلے بھی کبھی اللہ تعالےٰ کسی سے ہمکلام نہیں ہوا اور نہ ہی اب کسی سے ہمکلام ہوتا ہے اور الہام وغیرہ کوئی چیز نہیں۔ یہ صرف نیچر کے اسباب کو دیکھ کر جو دل میں کوئی عمدہ بات پیدا ہو جاوے۔ اس کا نام الہام رکھ دیا گیا ہے ✣

اسی طرح قرآن کریم کا ترجمہ کرتے ہوئے لوگوں نے ایسی ایسی تاویلوں سے کام لیا۔ کہ اصل مطلب کو ضائع کردیا۔ کئی تو حد سے بہت آگے نکل گئے اور کئی نے اس کو محال خیال کرکے اور کی اور ہی تاویلیں کردیں اور وہاں تک پہنچے ہی نہیں۔ اور معجزات کو بُری طرح پیش کیا۔ مثلاً ناقۃ اللہ۔ اسکے متعلق طرح طرح کے خیالات ظاہر کئے۔ اور عجیب عجیب تشریحیں کرنی شروع کردیں۔ مثلاً ناقۃ اللہ۔ اللہ کی اونٹنی۔ یہ کوئی معمولی سی اونٹنی تو نہ ہوگی۔ اب لگے اسکی تاویلیں کرنے۔ بعض نے کہدیا کہ کفار نے معجزہ مانگا تھا کہ پہاڑ سے اونٹنی نکالو جسکے بچہ بھی ہو۔ پس حضرت صالح علیہ السلام نے دُعا کی تو فوراً پہاڑ اونچا ہونا شروع ہوگیا اور اُس میں سے ایک اونٹنی نکل آئی۔ پھر اونٹنی کو فوراً ہی حمل ہوگیا۔ اور اسی وقت ایک بچہ اس کے پیدا ہوگیا۔ دوسرے آئے انھوں نے اسلام کی تائید میں جو حقیقی معجزات تھے ان کی بھی تاویلیں شروع کردیں۔ اور تمام حق باتوں کو مٹانا چاہا۔ نہ تو حد سے بڑھنے کی ضرورت تھی اور نہ ہی کسی اور طرف جانے کی ضرورت تھی۔ اگر جیسا قرآن کریم میں لکھا ہے ویسا کرتے تو یہ ٹھوکریں نہ لگتیں ✣

یہاں قرآن کریم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک واقعہ بیان فرمایا ہے ✣ اسمیں الفاظ کی کمی یا زیادتی کرنا جائز نہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے مصر سے نکلے۔ رستے میں ایک جگہ پانی کی ضرورت پڑی۔ پانی کہیں سے نہ ملا۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا کی۔ اللہ تعالےٰ نے بذریعہ الہام ان کو بتلادیا کہ اس پتھر پر اپنا عصا مارو انھوں نے ایسا ہی کیا۔ اسمیں سے بارہ چشمے پھوٹ پڑے یہ نظارے عموماً دیکھے جاتے ہیں کہ پہاڑوں میں کئی جگہوں میں پانی جمع ہوتا ہے۔ اور موقعہ ملے تو وہ یہ نکلتا ہے ایسی جگہ ہر ایک آدمی معلوم نہیں کرسکتا۔ آجکل کچھ ایسے علوم نکل آئے ہیں جنکے ذریعہ سے معلوم ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے (حضرت موسیٰ علیہ السلام کو) بذریعہ الہام تبلادیا کہ فلاں جگہ پانی نزدیک ہے وہاں سوٹا مارو پانی نکل آئے گا۔ انھوں نے حکم الٰہی کے مطابق کیا۔ وہاں سے بارہ چشمے یہ نکلے ایسا دیکھا گیا ہے کہ بعض جگہوں میں سترہ سترہ چشمے ایک پتھر سے نکلتے ہیں۔ اسمیں ایک سہولیت ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ بہت سے لوگ جمع ہوں تو ایک ہی جگہ پر ان کو پانی لینے میں تکلیف ہوتی ہے مگر بہت سا پانی ہو تو وہاں سے پانی لینے میں بہت آسانی ہوتی ہے۔ اس سے انکے اختلافات بھی مٹ گئے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کی جیب میں کوئی پتھر تھا۔ اس میں سے وہ چشمے نکلا کرتے۔ یہ غلط ہے۔ یہ قرآن کریم میں ذکر ہے۔ اگر احادیث میں ہوتا تو جرح بھی ہوسکتی تھی۔ لیکن اب اسپر جرح نہیں ہوسکتی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا انپر احسان تھا کہ پانی کی جگہ الہام کے ذریعہ ان کو بتلائی۔ وہ ہمیشہ سے احسان کرتا آیا ہے اور کرتا رہے گا۔ اس پر ہمیں اعتراض کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اور ہمیں کوئی ضرورت نہیں کہ قرآن کریم کے الفاظ کو چھوڑ کر خواہ افراط و تفریط میں مبتلا ہوں۔ اکثر لوگوں کو معجزات کے متعلق بڑی بڑی غلطیاں لگی ہیں۔ میں نے ایک آدمی کو یہ کہتے سُنا کر (وہ سیاہی جو کشف کی حالت میں حضرت صاحب کے کپڑوں پر گری تھی) وہ کسی چھپکلی کی دم کٹ گئی ہوگی۔ اور وہ لہو آپکے کپڑوں پر گرا ہوگا۔ مجھے تب خیال کیا کہ ابھی اس زمانہ میں ہی لوگوں کو شک اور احتمال شروع ہوگئے ہیں تب مدت کے بعد ان کا کیا حال ہوگا۔ تب تو یقین تک نوبت پہنچ جاوے گی ✣

افراط و تفریط سے بچنے کا علاج

مومن کیلئے افراط و تفریط سے بچنے کا آسان اور عمدہ طریق یہی ہے کہ اصل الفاظ کو لے۔ نہ افراط کی طرف جاوے نہ تفریط کیطرف۔ بعض لوگ مباحثہ کرتے وقت کہدیتے ہیں کہ کیا خدا قادر نہیں کہ عیسےٰ کو زندہ رکھ سکے اور آسمان پر لیجاوے۔ خدا قادر تو ہے اور وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ ایک چنے کے دانے سے ایک چشمہ نکال دے مگر "دور کرسکنا" اور "دور کرنا" اسمیں فرق ہے قادر ہونے سے یہ ثابت نہیں ہوسکتا کہ عیسےٰ زندہ آسمان پر ہے۔ یا ایک چنے کے دانے سے چشمہ نکلتا ہے۔ میں اسوقت اس مسجد میں کھڑا ہوں تو ممکن تو ہے کہ باغ میں ہوں۔ ہوسکتا ہے کہ ایک شخص یہاں ہو۔ مگر وہ کسی اور شہر میں ہو۔ ممکن تو ہے کہ ایک [illegible]

شخص یہاں ہو لیکن وہ ریل میں سفر کر رہا ہو۔ لیکن ایسا فی الواقع ہے تو نہیں۔ معجزات اور آیات کی تشریح اور معانی میں اصل الفاظ کو ملحوظ رکھو۔ اللہ تعالےٰ کے کاموں میں ایسا کرنا گستاخی ہے۔ مومن کو۔۔۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

ا ف ض

قادیان ۔ دارالامان ۔ مورخہ ۲ جولائی ۱۹۱۴ء

دردِ دل کی کہانی بحضورِ مسیح قادیانی

حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ اوّل کی وفات سے اسوقت تک جسقدر فتنہ و فساد احمدیہ جماعت میں برپا رہا ہے اس کے اظہار کی چنداں ضرورت نہیں ۔ منکرین خلافت نے جہاں تک بس چلا ۔ خلافت کے خلاف زہر اگلا اور طاقت بھر سلسلۂ خلافت کو تباہ کرنے کے لئے جد و جہد کی ۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے انہیں ہر طرح ذلیل و رسوا کیا ۔ جو دلیل بھی انھوں نے اپنی صداقت کے اثبات کے لئے پیش کی ۔ اسی کو اللہ تعالیٰ نے توڑ دیا ۔ اور ایسا کیا ۔ کہ اس کے دوبارہ استعمال کرنے کی انہیں جرأت نہ ہوئی ۔ خلافت کے لیے حضرت مسیح موعود پر ان لوگوں نے ہاتھ صاف کرنا چاہا ۔ اور اس حملہ کو بھی پہلے کی طرح اللہ تعالیٰ نے رد فرما دیا اور دشمن ناکام و نامراد واپس گیا ۔ اب جسقدر اعتراضات منکرین خلافت کیا کرتے تھے ۔ ان کے جواب ہم دے چکے ہیں اس لئے مندرجہ ذیل مضمون پر ہم اس بحث کو ختم کرتے ہیں ۔ کیونکہ اس بحث پر زیادہ وقت صرف کرنا تضیع اوقات میں داخل ہوگا ۔ ہم امید کرتے ہیں ۔ کہ اس مضمون کو احباب غور سے پڑھیں گے ۔ کیونکہ ایک دردمند دل سے نکلا ہے ۔ اور ضرور ہے ۔ کہ سوائے سنگدل ناخدا ترس انسانوں کے باقی لوگ اس سے بہت فائدہ حاصل کریں ۔ اسلئے جسقدر یہ پھیلایا جائے ۔ مفید ہوگا ۔

ہم آخر میں یہ بھی کہدینا چاہتے ہیں ۔ کہ اگر دوبارہ ضرورت ہوئی ۔ تو الفضل منکرین خلافت کے اعتراضات کے جواب دینے کے لئے اسی طرح مستعدی کا اظہار کریگا ۔ جس طرح اس نے اس موقعہ پر کیا ہے ۔ اور ہمارا اس بحث کو ترک کرنا اس لئے نہیں ۔ کہ ہم اس بحث کو فضول سمجھتے ہیں ۔ بلکہ اس لئے کہ اب کوئی معقول اعتراض باقی نہیں رہا جسکا جواب دینا ضروری ہو ۔ ہمارا عقیدہ ہے ۔ کہ وہ شخص غلطی پر ہے ۔ جسکے گھر کی چھت گر رہی ہو ۔ اور وہ باہر لوگوں سے لڑنے کے لئے جا رہا ہو ۔ گھر کا فتنہ سب سے پہلے دفعہ کیا جانا چاہئے ۔ جس گھر کے لئے لوگوں سے جنگ ہو ۔ اگر وہی نہ رہے تو لوگوں سے جنگ کرنے سے کیا فائدہ ۔ پہلے گھر کی اصلاح کرو ۔ پھر دوسروں کی طرف جاؤ ۔ ایک زرین اصل ہے ۔ اور الفضل اس اصل پر ہمیشہ قائم رہیگا انشاء اللہ ۔

(ایڈیٹر)

مضامین وارده

تیری بھیڑوں نے سیکھا بھیڑیاپن
خبر لے او مسیحا تو کہاں ہے

اے مقبرہ بہشتی کی مبارک زمین میں سونے والوں کے صدرنشین ! ! اور اے احمدی قوم کے پیشوا اور امام ! ! کیا تجھے بھی کچھ خبر ہے کہ آج کل تیری جماعت میں کیا ہو رہا ہے ۔ ہاں وہ جماعت جسے تو نے دن رات خون جگر کھا کھا کر اور شبہائے تار کی گریہ و زاری اپنے مولا کے آگے کر کر کے قائم کیا تھا ۔ وہ جماعت جسکے لئے تو ہر متنازع فیہ مسئلہ صاف کر گیا تھا ۔ وہ جماعت جس کے رستہ سے ہر خس و خاشاک کو تو پاک کر گیا تھا ۔ بیشک وہی جماعت جس کے ایک ہاتھ کو تو دلائل کی تلوار اور دوسرے کو علم و حکمت کی ڈھال سے مسلح کر گیا تھا آج کن مصائب اور کیسے کیسے اندرونی فسادات سے پامال ہو رہی ہے ۔ ہر صاف شدہ مسئلہ اب معرض بحث میں ہے ۔ ہر محکم متشابہ قرار دیا گیا ۔ ہر اصل فرع ہو گیا ۔ ہر دعویٰ دلیل بن گئی ۔ ہر صداقت شکوک کے نیچے دب گئی ۔ اور ہاں میرے پیارے ! خود تیری ذات اور عہدہ تک ان جھگڑوں میں زبان اور قلم سے پامال کئے گئے ہیں ۔ اور تو اور تیری اولاد ۔ تیرے اہلبیت تیرے مخلص دوست تیری تعلیم ۔ تیری کتابیں ۔ تیرا طریق ۔ تیرا مرکز ۔ یہاں تک کہ تیرا مقبرہ اور تیری آخری آرامگاہ بھی تیری اپنی جماعت کے بعض سرکردہ ممبروں کی بیباکانہ روش سے جہان کی نظروں میں معمولی حقیر اور ذلیل ٹھہرائے گئے ۔

اے میرے مولا ! کیا تجھے بھی کچھ معلوم ہوا کہ تیرے بعد یہاں تک کیا ہوا ۔ ہاں وہ تو تیرے پکے عاشق ۔ جان نثار رفیق اور جانشین یعنی نور الدین نے تیرے آگے عالم ارواح میں سب مفصل بیان کر دیا ہوگا ۔ اور یہ بھی بتا دیا ہوگا ۔ کہ جماعت میں کچھ اندرونی تفرقہ موجود ہے ۔ اور ظاہر بھی ہوئی راکھ میں ابھی کچھ ایسی چنگاریاں فتنہ کی باقی ہیں جن سے آئندہ خوف ہو سکتا ہے ۔ مگر آہ پیارے ۔ تجھے میں کس طرح بتاؤں ۔ کہ نور الدین رضی اللہ عنہ کی آنکھ بند ہوتے ہی وہ تفرقہ ایک خوفناک طوفان کی صورت ہو گیا ۔ اور اُن چنگاریوں نے بھڑک بھڑک کر کوہ آتش فشاں کی شرر باریوں کو گرد کر دیا ۔ اور وہ معمولی مباحثات جو کبھی کبھی تھوڑی دیر کو کسی بے فکر کا وقت گذارنے کے لئے بطور شغل کے ہوا کرتے تھے ۔ آج تیری قوم کی زندگی اور موت کا سوال بن رہے ہیں ۔ اور وہ دوستانہ تُو تُو اور مَیں مَیں جو کبھی بے تکلف دو ملاقاتیوں کے درمیان معمولی تکرار کے طور پر چند خاص مسائل میں ہو جایا کرتی تھی ۔ آج اُس کی وجہ سے باپ بیٹے کا ۔ بھائی بھائی کا ۔ رشتہ دار رشتہ دار کا ۔ دوست دوست کا ۔ ہاں ایک احمدی دوسرے احمدی کے خون کا پیاسا اور عزت کا لاگو بن رہا ہے ۔ میں تجھ سے سچ کہہ رہا ہوں ۔ ذرا مبالغہ نہیں کرتا ۔ میں خدا کی قسم کھا کر تیرے حضور عرض کرتا ہوں ۔ کہ اے میرے مسیح ! اے میرے سچے مسیح ! تیری عزت پیشی جاتی ہے ۔ تیری محنت پر پانی پھیرنے کی کوشش کی جا رہی ہے تیری تعلیم کو اڑا دینے کی جد و جہد ہو رہی ہے ۔ اور مجھے نہیں معلوم کہ تجھے بھی اطلاع ہے یا نہیں ۔ میں یہ رقعہ اس لئے رو رہا ہوں ۔ یہ چیخ پکار اس وجہ سے کر رہا ہوں ۔ کہ کاش ! تجھ تک کچھ خبر پہنچے ۔ تیرا دل دردمند ہو ۔ تُو دعا کرے ۔ اپنے رب سے فریاد کرے ۔ ہاں عرش عظیم کا پایہ پکڑ کر تو رب العالمین کے حضور وہ نالہ و شیون برپا کرے ۔ کہ عالم ملکوت میں تیرے آہ و فغاں سے ایک زلزلہ آجاوے اُس وقت اور بلاشبہ اُسی وقت یہ فتنے دب سکتے ہیں ۔ یہ جھگڑے طے ہو سکتے ہیں ۔ یہ جدائیوں کے وسیع خلیج عبور ہو سکتے ہیں ۔ اور تیرے عاشقوں اور جان نثاروں کے پھٹے ہوئے اور زخمی دل مندمل ہو سکتے ہیں ۔ ورنہ کوئی سبیل صلح اور امن کی باقی نہیں رہی ۔ ہزاروں کوششیں ہو چکیں سینکڑوں طریقوں سے سمجھایا گیا ۔ بیسیوں طرح کے دلائل دیئے گئے ۔ بکثرت نشان اور پیشگوئیاں پیش کی گئیں مگر نہ ماننے والوں نے نہیں مانا ۔ انھوں نے تیری ہتک منظور کی ۔ تیرے آقا کی امانت کی پرواہ نہ کی ۔ ہاں اس احکم الحاکمین کی بھی ہتک روا رکھی جسکی طرف سے تو مامور ہو کر آیا تھا ۔ مگر اپنی ضد کو نہ چھوڑا ۔ اور جس صداقت کے انکار پر تلے تھے ۔ اسی پر اڑے رہے ۔ کہ میرا مولا ہی جانتا ہے ۔ کہ ان کا کیا حشر ہوگا ۔

میرے مرشد اور ہادی ! میرے خدا کے مسیح کئے ہوئے مسیح !

میری آنکھوں کے نور اور دل کے سرور! کیا تجھے [illegible] اس دنیا کی خبریں بھی ملا کرتی ہیں؟ یا نہیں؟ کیا کبھی ملائک تیرے لگائے ہوئے باغ کی سرسبزی کا قصہ تجھ سے بیان کرتے ہیں؟ کیا انہوں نے تجھے بتایا۔ کہ تیرے چمن کے کئی خوشنما پیڑ جڑوں سے اکھڑ گئے۔ کئی پھولوں سے بھرے ہوئے پودے مرجھا گئے کئی پھلوں سے لدے ہوئے درخت خشک اور بے ثمر ہو گئے۔ بہت کچھ باغ کی زینت تھے۔ اور سیر کرنے والوں کے دماغوں کو معطر اور دلوں کو شگفتہ کیا کرتے تھے۔ اب اُس کی روشوں میں نظر نہیں آتے۔ تیرا وہ بھلا بھرا باغ ہمیں اچھی طرح یاد ہے۔ جو تو جاتے وقت چھوڑ گیا تھا۔ اُس وقت کوئی آثار اس مصیبت کے نہ تھے اُسوقت کسی کو بھی یہ خیال نہ تھا۔ کہ کچھ برس کی قلیل مدت میں اس کے اندر دفعۃً ایسا عظیم الشان تغیر آجائیگا۔ اور کوئی قوت واہمہ اس طرف نہ جاتی تھی۔ کہ وہ جو آج ہم نے دیکھا وہ کبھی ممکن ہو سکتا تھا۔

مگر میرے آقا! میرے مطاع!! میرے مولیٰ!!! ایک بات ہے جو میں عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور ضرور ہے کہ میں ابھی اس کا ذکر کردوں۔ وہ یہ کہ اس طوفان کو جس کی لہریں تیری وفات کے بعد ہی پیدا ہو چلی تھیں۔ اور اس فتنہ کو جس کی چنگاریاں تیری مفارقت کے چند روز بعد ہی اڑنے لگی تھیں۔ تیرے بعد تیرے خلیفۂ بلا فصل نور الدینؓ نے اپنے تمام زمانۂ خلافت میں پوری طاقت اور عقد ہمت کے ساتھ روکے اور دبائے رکھا۔ وہ تیرا خلیفہ اب ہمارے پاس نہیں ہے۔ وہ تیرے پہلو میں سو رہا ہے۔ میں اس کی پیٹھ پیچھے اس کی غیبت میں حلفاً اور قسمیہ یہ بیان دے رہا ہوں۔ کہ اس نے اپنی ساری کوشش اور تمام ممکن جد و جہد اسی امر میں صرف کر دی۔ کہ باغِ احمدؑ اسی طرح بارونق بنا رہے۔ جیسا تو اسے چھوڑ گیا تھا۔ کوئی مفید اور ثمر آور درخت اس میں سے ضائع نہ ہونے پاوے۔ کسی طرح اس کی شادابی میں فرق نہ آوے۔ بلکہ اس نے بہت سے نئے درخت بھی اسمیں لگائے کئی روشیں ایزاد کیں۔ برابر اس کی آبیاری کی اور گندے گھانس پھونس سے اس کو صاف اور بیرونی نقصان دہندہ حیوانات سے اس کو محفوظ رکھا۔

میرے آقا۔ یہ باغ تیری جماعت تھا۔ ایک ایک فرد اس جماعت کا تجھے جان سے زیادہ عزیز تھا مگر یہ جماعت جو اتنی کوششوں سے تیار ہوئی تھی۔ یہ کھیتی جو سالہا سال کی دعاؤں نے نیم شبی کی آبیاری سے پھلی پھولی تھی اور یہ عمارت جو آخر کار ایک نہائی صدی کی لگاتار اور فوق العادت محنتوں سے ایک مضبوط چٹان پر قائم کی گئی تھی آج ایسے گرداب بلا میں مبتلا ہے کہ اس کے بہت سے افراد پراگندہ ہو گئے۔ اس کی رونق میں فتور آگیا اور اسکی فولادی بنیادیں اپنی آخری گہرائی تک متزلزل ہو گئیں۔

یہ کیوں ہوا اور کس لئے ہوا۔ ہم اس کا جواب نہیں دیتے تو خود ہم کو اپنی زندگی میں کہہ گیا تھا کہ خدا مسلمانوں میں سے ایک فریق کے ساتھ ہوگا یہ پھوٹ کا ثمرہ ہے تیری باتیں تیری زندگی میں تو پوری ہوتی ہی تھیں مگر تیرے جانیکے بعد بھی بڑے بڑے نشان تیری صداقت کے اپنی آنکھوں سے دیکھے اپنے ان کانوں سے سنے اور ہمارے دلوں نے گواہی دی کہ تو بیشک صدیق تھا اور قیامت تک خدا تیرے صدق پر گواہی دیتا رہیگا

ہاں یہ بھی ایک تیرا نشان ہے جو آج ہم پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں مگر اے میرے آقا۔ جہاں تیری پیشگوئی کے پورا ہونے سے ہمارا ایمان بڑھا ہے وہاں ساتھ ہی ہمارے دل بھی گھٹے جاتے ہیں اور ہمکو اس مسرت کے ساتھ ساتھ سخت اندوہ اور رنج کے تلخ گھونٹ بھی پینے پڑے ہیں۔

میرے آقا میں اپنا حال دل سناتے سناتے کہاں سے کہاں چلا گیا میں تو تیرے حضور تیری جماعت پر جو مصیبت آئی ہے اسکی تفصیل بیان کرنے لگا تھا۔ لیجئے وہ بھی گوش گذار کئے دیتا ہوں۔

میرے رہنما۔ جب آپ اس جہان سے تشریف لیگئے تو سب جماعت نے حضور کی وصیت کے بموجب اپنا ایک خلیفہ بنا لیا تھا اور وہ جانشین حضور کا پیارا نور الدین تھا۔ اگر اس شخص کو خدا ایسے وقت کھڑا نہ کر دیتا اور ہم سب اس کی بیعت نہ کر لیتے اور پھر مجتمع ہو کر ایک جماعت نہ بنجاتے تو میرے پیارے تیری وفات تو ایسی اچانک تھی اور ایسی بیوقت معلوم ہوتی تھی کہ ہم ضرور پراگندہ ہو جاتے ہمارا سلسلہ ٹوٹ جاتا۔ مخالفین ہم پر ہنستے اور تیری ناکامی اور نامرادی کے گیت گاتے۔ دشمن ہم پر اس زمین کو باوجود اس فراخی کے تنگ کر دیتے اور ہم میں سے بہت سے اپنی کمزوری ایمان کی وجہ سے مرتد ہو جاتے۔ ہم دنیا میں ایک لاوارث کیطرح ہوتے۔ اور ہماری وہی حالت ہوتی جو ایک بھیڑ کی ایک خوفناک جنگل میں اپنے گلہ بان سے جدا ہو کر ہوتی ہے مگر میرے محسن تو سچا تھا تو نے یہ نقشہ اپنی الوصیت میں پہلے ہی کھینچ دیا تھا اور اس فساد عظیم سے بچانے کے لئے خدا کی طرف سے قدرت ثانیہ کا وعدہ دے رکھا تھا سو تیرے بعد تجھے ہی وہ قدرت ہم میں اتر آئی وہ نور الدینؓ کی شکل میں نازل ہوئی اس نے ہمارے شکستہ دلوں میں پھر امیدوں کی لہر دوڑا دی پراگندہ جماعت کو متفق کر دیا۔ ٹوٹے ہوئے سلسلہ کو جوڑ دیا۔ کمزوروں میں قوت پھونک دی مخالفوں کی طعن و تشنیع سے ہمیں محفوظ کر دیا دلائل ہمارے ہاتھوں میں دیئے دعاؤں سے ہماری گرتی ہوئی حالت کو سنبھال لیا اور ہم جو بکھرے بے ترتیب بے ہتھیار دشمنوں کے توپ تفنگ کے آگے بھاگے پھرتے تھے اُسنے ایک آن میں ہمارا یہ سالار لشکر ہمیں اسی طرح مجتمع کر دیا کہ ایک آہنی دیوار کی طرح ہم مخالف کے مقابلہ کو ڈٹ گئے۔ براہین کے مورچے اور دلائل کے دمدمے ہمارے آگے کھڑے کر دئے گئے اور دیکھتے دیکھتے ہم منہزم دل و مقہور حالت سے مظفر و منصور ہو گئے۔

اُس نے تیرے مرکز قادیان کو مضبوط کیا اسکی مسجدوں کو آباد کیا لنگر خانہ اور مدرسہ کو رونق بخشی۔ احمدی مہاجرین اور زائرین کی تعداد میں ترقی دی ہیں اے میرے مولا۔ اگر تم آکر اپنی قادیان کو اس زمانے میں دیکھتے تو تمہاری طبیعت باغ باغ اور دل شاد شاد ہو جاتا۔ مسجد نور اور مدرسہ احمدیہ آپکے بعد قائم ہوئے مدرسہ انگریزی کی عالیشان عمارت اور ایک عظیم الشان بورڈنگ ہوس کی تکمیل آپکے پیچھے ہوئی مگر اس سے بڑھکر آپ کو اس وقت خوشی ہوتی جب آپ احمدی چوک میں غیر معمولی چہل پہل دیکھتے۔ لنگر خانہ کو مہمانوں اور مدرسہ کو طالب علموں سے لبریز پاتے اور اے میرے آقا۔ پھر جس وقت آپ مسجد مبارک کو پنجوقتہ اتنا بھرا ہوا دیکھتے کہ لوگونکو اسمیں نماز کے لئے جگہ نہیں ملتی تھی اور درس قرآن اور نماز جمعہ کیوقت مسجد اقصےٰ باوجود اتنی فراخی کے تنگ محسوس ہوتی تھی اور جلسوں میں مہمانوں کی کثرت کیمقابل دار العلوم اور شہر کی سب سڑکیں ناکافی ثابت ہوتی تھیں اور مہاجرین کی آمد آمد سے وہ ڈھاب جو آپکے زمانہ میں بڑا وسیع ہوا کرتا تھا اب مکانات بن بنکر نصف بھی نہیں رہا تھا اور پھر وہ قادیان کی زمین جسکی چند روپیہ فی کنال خریدنا بھی مہنگا خیال کیا جاتا تھا۔ اب ستر ستر سو سو روپیہ فی مرلہ سستی بھی جاتی تھی اور بالآخر وہ بہشتی زمین کا ٹکڑہ جہاں پہلے ایک ہو کا عالم نظر آتا تھا اب آپکے پاک اور مطہر وجود کا امین ہونیکے باعث بے تعداد زائرین کا مرجع خلائق بن رہا تھا تو اے میرے مولا ایسے نظاروں سے آپکا دل خدا کے وعدے اتنی جلدی پورے ہوتے ہوئے دیکھکر اچھل اچھل پڑتا اور خوشی کے آنسو آپکی آنکھوں سے بے اختیار رواں ہو جاتے میرے آقا یہ تھی نور الدینؓ کی خلافت اور یہ تھی آپ کے صدق پر خدائی مہر جو تیرے پیارے نے لگا دی۔ بہت سے غیر احمدی اسکے ہاتھ پر احمدی ہو گئے کئی کافر مسلمان کئے گئے۔ قادیان میں دور الضعفاء اور باہر

تیری وفات کے بعد بھی تیری پیشگوئیوں کا پورا ہونا ⁂

اور سنئے میرے مولا۔ تیرے مرنے کے بعد ہمنے ایران کی تباہی اور روم کی مغلوبیت اور غلبہ دونو دیکھے۔ کوریا والا معاملہ ملاحظہ کیا۔ بنگال کی دلجوئی جسے مدبران سلطنت نے ناممکن کہدیا تھا۔ ہم نے اپنے کانوں سے دہلی کے دربار میں ہوتی ہوئی سُنی۔ پھر موسیٰ ندی اور سندھ کے بلا خیز طوفان اور گومتی کی غضبناک کارروائیاں اور امریکہ میں برس چکی کی تباہ کن طغیانیاں سب ہمارے سامنے ہوئیں زلزلوں کے جھٹکوں سے ربع مسکون کو ہلتا ہوا ہم نے دیکھا۔ اور یہی نہیں بلکہ طاعون کے خطرناک اور پے درپے حملوں سے تیرے منکروں کو فوج در فوج سر جھکا کر تیرے جھنڈے تلے آتے ہوئے ہم نے ملاحظہ کیا ؀

میرے مُرشد میرے ہادی ہمنے تیرے اتنے نشان تیرے بعد دیکھے کہ ہمنے سمجھا کہ تو خود ہم میں ابھی موجود ہے اور تیری مُنہ کی باتیں ہم نے اس طرح پے درپے پوری ہوتی دیکھیں کہ ہمیں ایک لمحہ بھر بھی خیال نہیں آیا کہ پیارے تو ہم سے جُدا ہو کر ایک اور عالم کی سیر کر رہا ہے ؀

ہمنے منجملہ اور بہت سی باتوں کے تیری یہ بات بھی سچی ہوتی دیکھی جو تونے بارہا لوگوں میں اور ایک مرتبہ خود صاحب فنانشل کمشنر پنجاب کے روبرو کہی تھی کہ یہ مسلم لیگ جواب گورنمنٹ کی مدد اور ایما سے قائم کیجاتی ہے۔ آخر ایک دن نیشنل کانگریس کی طرح خود گورنمنٹ کے مدمقابل ایجی ٹیشن اور حقوق طلبی کے لئے کھڑی ہو جائیگی مگر ہمنے دیکھا کہ جو بات لوگ اس وقت ہنس کر ٹال دیتے تھے۔ آج روز روشن کیطرح سچی ثابت ہوئی اور وہی مسلم لیگ جو برٹش گورنمنٹ کی گود میں ایک ساتھ بچہ کی طرح کانگریس کا مقابلہ کرنے کے لئے پرورش پا رہی تھی۔ آج اسی کے ممبروں نے ایسے ہاتھ پاؤں نکالے کہ خود حکومت برطانیہ کے خلاف شورش مچانے اور سلف گورنمنٹ کے اعلےٰ ترین حقوق مانگنے میں انہوں نے ذرا بھی تامل نہیں کیا۔ کانپور کے معاملہ میں بعضوں نے اپنا پورا جوش عوام کو بھڑکانے میں صرف کیا اور اس کے سالانہ جلسوں میں وہ وہ دلفریب حقوق اپنے نصب العین بنا کر طلب کئے گئے جو ابھی کانگرس والوں کے خیال میں بھی نہ تھے اسمیں کچھ شک نہیں کہ تیری یہ پیشگوئی کوئی خدا کی طرف سے دی تھی بلکہ اسکے ابتداء اور انجام پر دیکھ کر اور پھر بڑے بڑے مدبران سلطنت کی پالیسی اور گرگ باراں دیدہ حکام کی دور اندیشی کو اس موقعہ پر پلیا میٹ ہوتے دیکھ کر بے اختیار ہمارے دلوں نے اس امر کی تصدیق کی کہ اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللّٰہ۔ تیری دور اندیشی اور فراست تیری عالی دماغی اور کمال عقل ہم پر پھر ایک دفعہ ثابت ہوگئی اور ہمنے یقین کر لیا کہ خدا کا امر اور اس کی نبوت کسی بے وقوف یا مجذوب یا معمولی اور موٹی سمجھ کے آدمی پر نہیں اترا کرتی بلکہ اس کی اس رحمت کے حاصل کرنے کیلئے ایک بڑا وسیع قلب اور ان انوار کے جذب کرنے کے لئے ایک عظیم الشان دماغ درکار ہوتا ہے۔ جبھی تو یہ ہے کہ اللّٰہ یعلم حیث یجعل رسالتہ۔

میری پیارے مجھ پر میرے ماں باپ فدا ہوں میں پھر کہاں کہاں چلا گیا۔ الٹا تجھی کو تیری صداقت کے نشان سُنانے لگا مگر کیا کروں اور کسے سُناؤں اگرچہ میں جانتا ہوں کہ تیرا یقین ان وعدوں پر انکے پُورا ہونے سے پہلے آج کے یقین سے بدرجہا زیادہ تھا مگر پھر بھی دل یہی چاہتا ہے کہ تجھے تمام کہانی سُنائے جاؤں اور جو کچھ ہم پر بیتی ہے اُسے کھول کھول کر تیرے سامنے رکھ دوں ؀

فتنہ کا آغاز

سوائے میرے خدا کے بھیجے ہوئے مرسل اور میرے اللہ کے نبی جس دن تیری وفات ہوئی اس کے دوسرے دن جب سب لوگ خلافت کے لئے تجویزیں کر رہے تھے اور بعض احباب اس پر ایسے مصر تھے کہ ہم تدفین نہ ہونے دینگے جب تک ایک امام جماعت کا مقرر نہ ہولیگا اسوقت ایک شخص ہاں صرف ایک شخص بولا کہ ابھی کیا جلدی ہے۔ یہ بات اگرچہ منفقہ آوازوں اور انتخاب کے شور وغل میں اکثروں کو سنائی نہ دی ہوگی ایک جم غفیر کے زیر وبم میں سوائے معدودے چند کانوں کے عوام تک نہ پہنچی ہو مگر یہی بیج تھا جو اس وقت بو دیا گیا یہی اصل تھی تمام فساد کی جو اس وقت لگا دیگئی تھی اور یہی بنیاد تھی۔ آئندہ تفرقوں کی جسکی خشت اول ایک شخص ہاں اسی ایک شخص کی زبانی (جو اب تک مفسدین کا سرگروہ ہے) رکھدی گئی تھی

فتنہ کی وجوہات

خیر بیعت ہوگئی۔ صدر انجمن کی طرف سے اشتہار ہو گیا پراگندہ جماعت متفق ہوگئی اور وہ تہلکہ جو تیری موت نے ہم میں برپا کر دیا تھا نور الدین کی سرپرستی سے خدا نے دور کر دیا مگر یہ معاملہ خلافت کا ایسا نہ تھا کہ یہیں کا یہیں رہ جاتا۔ قدرتی طور پر ہر شخص کے دل میں یہ خیال گذرنے لگا کہ اب موجودہ کے بعد آئندہ خلیفہ کون ہوگا اور خلافت کس کا حق ہے۔ مگر ایک تو اسلئے کہ دینی ذوق رکھنے والے تھوڑے لوگ ہوتے ہیں اور دوسرے یہ کہ عوام نے اور اُن خواص نے بھی جنھیں خود خلافت یا حکومت کی تمنا نہیں تھی۔ اس خیال کو یہ سمجھ کر بالکل ترک کر دیا کہ جب یہ سلسلہ خدا کی طرف سے ہے تو وہی جسے چاہے گا آئندہ بھی کھڑا کر دیگا اس لئے انھوں نے اس جھگڑے میں پڑنے اور آئندہ خلیفہ کے لئے چاروں طرف نظریں دوڑانے کی کوشش نہ کی بلکہ معاملہ سراسر خدا پر چھوڑ دیا یہ تو تھا اکثر حصہ جماعت کا خیال۔ مگر چند بزرگ ایسے بھی تھے جنہیں مالی انتظام کے چسکے اور عزت اور حکومت کے مزے پڑ چکے تھے۔ فرمانبرداری اور اطاعت جو خلافت کا نتیجہ ہے انکے دلوں کو گوارا نہ تھی اور حلقہ بیعت کی جکڑ بندی انکے وسیع السیر پاک نفس کو قید فرنگ سے کم محسوس نہ ہوتی تھی۔ ان لوگوں نے آپس میں مشورے کئے۔ صلاحیں کیں جماعت کے لوگوں پر اپنا اثر اور رسوخ استعمال کیا۔ اور یہ کوشش کرنی شروع کی کہ خلافت کسی طرح اُڑ جائے اور ہم پھر آزاد ہو کر پوری بے پیری اور حکومت کے مزے لوٹیں۔ اُفق پر ایک طوفان کے آثار دکھائی دیئے۔ کچھ ہوائیں چلیں۔ اور بادل گرجتے کڑکتے سروں پر جمع ہونے شروع ہوئے اور قریب تھا کہ طوفان بڑھ کر طوفان نوح کی صورت سب کچھ اپنے سیل میں بہا لیجاتا اگر وقت پر آسمان سے خدا کا زبردست ہاتھ ظاہر نہ ہوتا۔ یعنے آفتاب خلافت جو ابتک معمولی روشنی سے چمک رہا تھا۔ یکدم اپنی پوری تمازت کے ساتھ نصف النہار پر آپہنچ گیا اور اس کی تیز اور گرم شعاعوں نے پل بھر میں ایسا حیرت انگیز تغیر پیدا کر دیا کہ ہوائیں ساکن ہوگئیں۔ بادل پھٹ گئے تمام گرج اور کڑک دم زدن میں موقوف ہوگئی اور مطلع ایسا صاف اور ساکن ہوگیا کہ گویا وہاں کبھی کسی طوفان کو آثار تک نہ تھے۔ حقیقت کے نور نے دنیا کی آنکھوں کو خیرہ کر دیا اور کوئی شبہ کسی چشم بینا کو باقی نہیں رہا کہ دین کی تمکین اور جماعت کی تقویت اور اتحاد کے لئے نبوت کے بعد خلافت سے بڑھ کر کوئی امر نہیں۔ دوسرے الفاظ میں جب ان لوگوں نے تحریر و تقریر سے جماعت میں خلافت کے برخلاف بغاوت پھیلانی شروع کی تو تیرے خلیفہ نے انکو دلائل و بیّنات سے قائل کر کے اپنی ذاتی شوکت اور رعب سے ان کو دوبارہ بیعت کرنے پر مجبور کیا۔ اور اس طرح یہ فتنہ بظاہر دب دبا گیا ؀

انھوں نے بھرے مجمع میں توبہ کی اور پھر بیعت کی۔ مگر

خدا دونوں کا حال بہتر جانتا ہے سب کہتے ہیں اور ان کے ساتھ میں بھی کہتا ہوں کہ انھوں نے وہ اطاعت دل سے نہیں صرف زبان سے کی وہ توبہ اندر سے نہیں بلکہ دکھاوے کے طور پر کی اور وہ بیعت ایمان سے نہیں بلکہ مصلحت وقت سمجھ کر کرنی منظور کی۔ مگر کیا میرے مولیٰ میرے مرشد آپنے خدا کے ہاں سچے اور جھوٹے۔ پختہ اور کچے۔ راستباز اور منافق اپنے سب متبعین کے اعمال ناموں کی پڑتال تو کی ہوگی۔ کیا آپ کو بھی پتہ ملا کہ حضور سے ان لوگوں نے کس طرح کی بیعت کی تھی کیا یہ سچے دل سے آپ کو مرسل اور نبی سمجھتے تھے؟ کیا یہ پورے صدق سے آپکی پیشگوئیوں معجزات اور تعلیم پر ایمان رکھتے تھے؟ یا اس وقت بھی انکے دل اور تھے اور ظاہر اور۔ ان کا اقرار الگ تھا اور ان کا ایمان الگ۔ میرے مسیح ایک بات میں جھجکتا جھجکتا منہ سے نکالتا ہوں آپ خفا نہ ہوں مگر کیا کروں کہے بغیر نہیں رہ سکتا۔ وہ یہ کہ مسیح ناصری کی امت کی طرح حضور کی جماعت میں بھی ایک پولوس موجود ہے اور اس کے کارنامے حضور کی رحلت کے بعد پورے طور سے اس طرح کھل گئے ہیں کہ اب اس امر میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہی۔ اور ہاں میری یہ اطلاع یقینی ہے۔ ہماری طرف سے نہیں بلکہ خود اسی کے جانی دوست کی بارگاہ سے اسے عطا ہوا ہے

القصہ یہ فتنہ بظاہر تو دب گیا مگر اندر ہی اندر یہ لوگ اپنے طور پر خفیہ کارروائیاں کرتے رہے اور لوگوں کو خلافت کے برخلاف بھڑکاتے رہے۔ اور طرح طرح کی افترا پردازیوں سے کام لیتے رہے یہاں تک کہ ایک دن آگیا کہ وہ نور الدین جو تیری کشتی کا ملاح اور ہمارا رہبر تھا ہم کو دائمی مفارقت کا داغ دیتا ہوا تیرے پہلو میں جا لیٹا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مصلح موعود کا ذکر

ہاں ایک خوشخبری تو حضور کو سنا دوں اب تک تو زیادہ رنج ہی کی باتیں سنا رہا ہوں۔ ایک بے حد طرب افزا اور مسرت انگیز مبارکباد جو میں پہلے بیان کرنی بھول گیا یہ ہے کہ جہاں حضور کی وفات کے بعد خداوند عالم نے حضور کی جماعت پر بڑے بڑے فضل کئے وہاں حضور کی اولاد پر بھی بڑی بڑی نعمتیں نازل فرمائیں اور علاوہ اور رحمتوں کے جو ایک خاص طور پر قابل ذکر بات ہے۔ وہ اس طرح پر ہے کہ آپکے بڑے صاحبزادے محمود نے جسے آپ اٹھارہ انیس سال کا لڑکا چھوڑ گئے تھے آپکے بعد بڑی دینی ترقی کی نور الدین صدیق ثانی نے اسے اپنی خاص نگرانی اور تربیت میں تو حضور کے سامنے ہی لے لیا تھا مگر حضور کے بعد تو اس نے اپنی تمام کوشش اور محنت اس لڑکے کی تعلیم میں ہی آخر دم تک صرف کی اور جہاں تک اس سے ہو سکا۔ پڑھانے۔ سکھانے تربیت۔ صحبت۔ خلوت۔ جلوت۔ نصیحت اور دعاؤں سے اس کی من کل الوجوہ خدمت کی۔ اس نے اپنی اولاد کے فوائد اور منافع کو آپکے اس لڑکے کی محبت پر قربان کر دیا کیونکہ ایک تو اس نے دیکھ لیا تھا کہ یہ لڑکا آگے کچھ بننے والا ہے دوسرے میرے آقا اس نے تیری اولاد سمجھ کر اور تیرا گوشت اور خون اس میں دیکھ کر جان و دل سے اس کی بہتری میں جد و جہد کی مگر ہم نے بہت سے شاگرد نور الدین کے دیکھے ہوئے اور انہوں نے بہت سا علم پیدا کیا اور پھر الٹا نقصان پہنچا کر غائب ہو گئے پر یہ شاگرد عام شاگردوں میں نہ تھا۔ وراثۃً اس میں تیری روح اور تیری عقل تیرے دل اور تیرے دماغ تیری قوتوں اور تیرے قویٰ کے اجزا موجود تھے۔ وہ خدائی فضلوں کے ساتھ اور اسکے فرشتوں کی حفاظت میں پیدا ہوا تھا جس کے حق میں بڑے بڑے وعدے تھے پس وہ شاگرد بھی شاگردوں میں ایسا ہی فرد نکلا جیسا کہ اس کا استاد اپنی استادی میں یگانہ تھا اس نے تھوڑی مدت میں بڑے بڑے علوم حاصل کئے۔ اس نے قرآن کے فہم اور حدیث کے علم میں خوب ملکہ بہم پہنچائی۔ تصوف اور معرفت کے نکتوں کو ازبر کیا۔ غیر مذاہب کو شکست دینے اور اسلام کی خوبیاں دنیا پر ظاہر کرنے کے اصول محفوظ کئے۔ تحریر اور تقریر میں اعلیٰ پایہ پر پہنچ گیا۔ غرض قلیل مدت کے اندر وہ حیرت انگیز اور معجزانہ ترقی کی کہ اپنے تو الگ غیروں نے بھی اسے دیکھ کر ماشاء اللہ کہا اور تیرا اس کے حق میں یہ کہنا کہ وہ جلد جلد بڑھیگا تیری ساری جماعت نے مشاہدہ کر لیا ؛

اے خوش نصیب باپ اور بہترین باقیات الصالحات کے وارث اگر آپ اپنے اس فرزند کو خطبوں میں موثر اور دلاویز وعظ کہتے ہوئے اور بڑے بڑے مجمعوں اور جلسوں میں مسلسل مدلل اور دلپذیر تقریریں کرتے ہوئے اور قرآن مجید کے درس میں معرفت کے عجیب در عجیب نکتے اور اسرار الٰہی بیان کرتے ہوئے سنتے یا خود اسے باوجود ابتدائے جوانی کے تقویٰ اور پرہیزگاری کا اعلیٰ نمونہ اور آپکے مشن کی تبلیغ کی سخت تڑپ رکھنے والا۔ اور دین محمدی کے لئے نہایت غیرتمند۔ اور دنیا میں سچائی کے پھیلانے کے لئے بے حد حریص پاتے یا اس کو کمال درجہ حیا پرور۔ بزرگوں کا ادب کرنے والا۔ خوردوں سے محبت کرنے والا۔ اپنوں کا غمگسار غیروں کا خیرخواہ اور گورنمنٹ انگریزی کا دلی بہی خواہ اور سچا وفادار۔ غرض ہر نیک خلق سے مزین دیکھتے تو کیا آپ میرے محسن و مولیٰ فرط مسرت سے الحمد للہ کہتے ہوئے اُس ارحم الراحمین کے آگے سجدے میں نہ گر پڑتے جس نے آپکو ایسا بیٹا دیا اور جس نے اپنے اُن وعدوں کو اس کی ذات میں پورا کیا جو آپنے سبز اشتہار میں آج سے ستائیس برس پیشتر دنیا میں شائع کر دئے تھے میرے مرشد میں نے اس کی معجزانہ ترقی کو اپنی ان آنکھوں سے دیکھا اپنے ان کانوں سے سُنا اور اپنے عقل اور فہم سے محسوس کیا پھر اگر آپ یہ دیکھتے کہ وہ جماعت کا امام بنایا گیا اسکو رویائے صالحہ آتے ہیں اور الہام کا دروازہ بھی اس پر کھولا گیا ہے اور خدا نے اسکی تائید میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تو اے میرے مسیح سچ کہنا کیا آپ خوشی کے مارے جھوم جھوم کر اور مزے لے لے کر بار بار یہ شعر نہ پڑھتے ؎

اے فخر رسل قرب تو معلومم شد ٭ دیر آمدہ ز راہ دور آمدہ

کیا فرشتوں نے آپکو مبارکباد نہیں دی۔ کیا عالم ارواح میں خوشی کے چہچہے آپنے نہیں سُنے کیا نبی کریم کی بارگاہ سے آپکو تہنیت مع یاددہانی "یتزوج و یولد لہ" کے نہیں آئی اور کیا نعمت اللہ ولی نے "پسرش یادگارے بینم" کا مصرعہ اس عالم میں خوش الحانی سے گا گا کر نہیں دُھرایا؟ پھر کیا نور الدین صدیق ثانی نے جاتے ہی حضور کی خدمت میں یہ عرض نہیں کی کہ میں اپنے پیچھے ایک ایسا جانشین چھوڑ آیا ہوں۔ جو حسن و احسان میں تیرا نظیر ہے اور جو خدا تعالیٰ کے بہت وعدوں کے پورا کرنے کا باعث ہوگا اور کمال جانفشانی و حکمت کے ساتھ جماعت کو ایک ایسے محفوظ مرکز اور مصئون مقام پر منتقل کر کے قائم کر دیگا جہاں سے اسکی تبلیغ اور انکی فتوحات کا سیلاب عالم کی تمام بلندیوں اور کوہستانوں اور گھاٹیوں پر پھیل جائیگا ؛

بہترین حصہ جماعت کا اتفاق اور فتنہ کا دوبارہ پھوٹ پڑنا

شاید بالفرض آپ تک امور ابھی نہ پہنچے ہوں تو اب میں آپکی خدمت میں اپنی اور تمام احمدی قوم کی طرف سے مبارکباد دیتے ہوئے یہ بات بھی عرض کر دیتا ہوں کہ تیرے اصحاب الصفہ نے تیرے قادیان کے مہاجروں نے تیرے پرانے اور ہر ابتلا کے وقت پورے اُترے ہوئے صادق دوستوں نے۔ تیرے فیض سے صحبت یافتہ ملہمین اور خدا سے تعلق رکھنے والے مومنین نے اور اکثر انجمن کے ممبروں اور کثیر حصہ جماعت احمدیہ نے متفق ہو کر اسی تیرے بیٹے اور اسی اولوالعزم پسر موعود یعنی فضل عمر بشیر الدین محمود کو اپنا دوسرا خلیفہ اور قافلہ سالار منتخب کر لیا ہے جس کا ذکر میں ابھی تیرے حضور مفصل عرض کر چکا ہوں۔ مگر یہ اکثر انجمن کے ممبر اور کثیر حصہ جماعت احمدیہ کے الفاظ جو میرے منہ سے نکلے ہیں یہ ایک ایسے درد کی آمیزش اور رنج کی طوفی اپنے اندر رکھتے ہیں کہ سننے والا فوراً سمجھ جاتا ہے کہ اس مقدس جماعت کا وہ کامل اتفاق اور ضرب المثل یکجہتی جو تو اپنے وقت میں قائم کر گیا تھا معدوم ہو چکی ہیں اور وہ حزب اللہ جو ہر کام میں یک دل اور ہر بات میں یکزبان مشہور تھا اب اس کے دو ٹکڑے ہو گئے ہیں ہاں دو اور سخت اختلاف رکھنے والے دو ٹکڑے جن میں احمدیت کے لحاظ سے اصول میں فرق فروع میں فرق۔ طرز تبلیغ میں فرق۔ عقائد میں فرق۔ غیروں سے تعلقات میں فرق جن کے درمیان ایک ایسا عریض خلیج حائل اور اختلاف کی ایسی مضبوط دیوار کھڑی ہو گئی ہے کہ ان کا اب کسی صورت سے بھی اگر ناممکن نہیں تو محال ضرور نظر آتا ہے ہر روز ایک فریق دوسرے سے زیادہ ہی زیادہ دور ہوتا چلا جاتا ہے اور مغائرت کی منزلیں دن بدن طولانی اور کٹھن ہو کر ہمارے دلوں کو اور غمگین اور پژمردہ کرتی جاتی ہیں ؛

بس یہ تفرقہ تھا اور یہ جھگڑا اور شقاق جس کے ذکر کے لئے میں نے اتنا حرص معروض کیا۔ اور اسی فساد کے لئے حضور کی اتنی سیح خواہش کی بجا شبہ جو صدمہ آپکو اس سے پہنچیگا اسکا عشر عشیر بھی ہم کو نہیں پہنچ سکتا مگر یہ بات ہیچ پہنچانے کی نہیں بلکہ آپکی متضرعانہ دعا اور اپنے رب کے حضور آپکی بیقرارانہ پکار کو جوش میں لانے کے لئے عرض کی گئی ہے اور خدا کرے کہ اُس عالم کی سب مستجاب الدعوات روحیں اور مقبرہ بہشتی کے تمام پاک نفوس آپکے ایک ایک لفظ پر آمین کہیں۔ اور یہ ابتلاء جو ہماری طاقتوں کو مخالفین کے مقابل خرچ کرنے کی بجائے اپنوں پر ضائع اور رزائل کر رہا ہے پاش پاش ہو کر ایک دم میں جھاگ کی طرح بیٹھ جائے دوست اور مخالف حلیف خائف سب ہی اگلی سی ہماری ہوا بندھ جائے۔ اور تیرا گلزار پھر ویسا ہی آراستہ اور بارونق ہو جائے جیسا کہ وہ اس اختلاف سے پہلے تھا۔ آمین۔ یا الٰہی ایسا ہی کر۔

اے میرے مرشد برحق اگر آپ کو اس تفرقہ کی تفصیل سنائی جائے تو سوائے رنج و افسوس کے اور کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ مگر تاہم اطلاع کے طور پر مجملاً کچھ عرض کئے دیتا ہوں۔

خلافت ثانیہ کی ابتدا

۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کا دن تھا کہ جب تیرا خلیفہ اول ہم سے جدا ہوا۔ وہ دن ہمارے لئے ایک بے انتہا مصیبت کا دن تھا نہ صرف وہ روز بلکہ اگلے روز کا بھی اکثر حصہ بیشک بے سردار اور بے امیر ہونے کی حالت میں کاٹا۔ وہ قوم جو ایک منٹ کے لئے بھی بغیر امیر کے رہنے کی عادی نہ تھی اب اسپر گھنٹے گھڑیاں بیر گذرنے لگے نہیں بلکہ دوسرا دن ختم ہونے پر آگیا۔ اور اسکو کوئی سنبھالنے والا نہ کوئی اسکا امام نہ تھا۔ وہ ایک اولوالعزم کے لئے تڑپتے پھرتے تھے مگر ان کو صاف نہ تھا وہ ایک لاوارث اور غیر محفوظ ریوڑ کی طرح گڈریے کی انتظار میں آسمان کو تک رہے تو وقت گذرتا جاتا تھا۔ اور دوسرے دن کا سورج ڈھل رہا تھا۔ کہ نصف النہار سے ڈھل چکا تھا مگر خلیفہ منتخب ہونے میں نہ آتا تھا۔ کیا کوئی قابل خلافت وجود ان میں نہ تھا۔ کیا کوئی اس لائق نہ تھا کہ جس کی طرف جماعت کی نظریں فرمانبرداری کے لئے اٹھتیں۔

نہیں ایسا تو نہ تھا ایک وجود تو تھا اور ضرور تھا۔ ڈھائی ہزار احمدی اسوقت تیرے دارالامان میں جمع تھے اور اکثر کی نظریں تیرے اسی فرزند ارجمند گرامی ولبند مظہر الحق والعلا کان اللہ نزل من السماء کی طرف اٹھ رہی تھیں اور اسکے مقابلہ پر اسوقت کوئی بھی اس بوجہ کے اٹھانے کے قابل نظر نہ آتا تھا مگر ایک فریق ہاں ایک قلیل فریق اسوقت پیدا ہو گیا جس نے شدید مخالفت پر کمر باندھ لی۔ اور خلافت کا راستہ روک کر کھڑا ہو گیا۔ یہ وہی فریق تھا جو لے دے کر فرمانروا تیرے پہلے خلیفہ کے وقت میں بغاوت کر چکا تھا۔ اور پھر مغلوب ہو کر اندر ہی اندر تخت خلافت کے الٹ دینے کی کوششیں اور ریشہ دوانیاں کر رہا تھا۔ یہ لوگ اگرچہ گنتی میں بہت ہی کم تھے مگر بعض ان میں سے ایسے تھے جنکی خدمات جماعت میں مسلم تھیں اور جنکی زندگی احمدی اسلام کے لئے وقف سمجھی جاتی تھی اور جن سے لوگوں کو کمال درجہ حسن ظن تھا اور یہی وجہ ہوئی کہ باوجود کثرت دینے کے پھر بھی انکی تفرقہ اندازی کا سخت برا اثر ہوا۔ اور انکے متعلقین اور دوست انکی وجہ سے ابتلا میں پھنس گئے۔

فتنہ کے نئے اسباب

میرے محسن آپ پوچھینگے کہ انہوں نے یہ فتنہ کس لئے اٹھایا اور کیوں خلافت کی ضرورت سے انکار کیا جبکہ وہ پہلے ایک خلیفہ کے ماتحت جماعت کی ترقی اور مضبوطی دیکھ چکے تھے اسکے جواب میں میں اتنا ہی عرض کر سکتا ہوں کہ اول تو حسد نے ان لوگوں کو آ گھیرا انہوں نے خیال کیا کہ یہ کل کا بچہ جو ہمارے سامنے ہمارے ہاتھوں میں بڑا ہوا نہ ہماری طرح ایم اے بی اے کی ڈگری حاصل کئے ہوئے ہے نہ ہم سے زیادہ بارسوخ نہ اسنے ہماری طرح کسی قسم کی کوئی شہرت دنیاوی حاصل کی۔ نہ خدمات کیں اور نہ ہماری طرح اعتقادات میں وسیع القلب ہو کس طرح ہم پر حکمرانی کرے گا اور ہم بڑے آدمیوں کی موٹی گردنوں سے اسکی اطاعت کا جوا کس طرح برداشت ہوگا۔ **دوسرے** چند سال سے ایک شخص نے ولایت میں تبلیغ اسلام تیرے نام کو چھپا کر شروع کی تھی۔ اور اس کام کیلئے چونکہ انکے تیرے دشمنوں سے بڑی بڑی رقوم وصول ہوتی نظر آئیں اسلئے اور انکے یاروں نے کثرت اموال سے ٹھوکر کھائی اور تیرے نام اور کام کو اپنے نام و نمود و مالی فتوحات سے تصدق کر دیا۔ انہوں نے مردہ اسلام کو پیش کرکے شہرت و عزت دیکھی۔ اور چونکہ یہ طریقہ تیرے اس فرزند کو پسند نہ تھا اور ضرور تھا کہ اسکی بیعت سے انکو اپنا طریقہ تبلیغ بدلنا پڑتا اور انکے اموال میں قلت آتی اسلئے انہوں نے اپنے مقدور بھر کوشش کی کہ کوئی خلیفہ نہ ہو تاکہ انکو اپنے مشن کے چلانے میں پوری آزادی حاصل رہے پس یہ سمجھ لو اور آرزوئے نمود اصل میں اس فتنہ کی ہیں۔ انہوں نے خلیفہ وقت کی مخالفت کیوجہ سے نفس خلافت سے انکار کیا۔ وہ خلافت کے لئے اور کسی کا نام پیش نہ کر سکے تھے وہ خوب دل میں سمجھتے تھے کہ اس ایک کے سوا اسوقت دوسرا کوئی اہل نہیں۔ پس ضروری معلوم ہوا کہ ایسے موقعہ پر خلافت ہی کو مٹا دیا جائے تاکہ پھر انکو مسیح کی اطاعت سے بکلی سبکدوشی ہو جاوے۔

الگ الگ دو فریق ہو گئے

یہ حالت ۱۳ اور ۱۴ ربیع الثانی کو رہی۔ تیری جماعت نے بہت صبر کا نمونہ دکھایا ان فتنہ انگیزوں کو سو سو طرح سے سمجھایا۔ مگر وہ اپنی خودسری میں بڑھتے ہی چلے گئے یہانتک کہ مجبور ہو کر اور وقت نہایت تنگ دیکھ کر آخر تیری جماعت نے اسی مشارالیہ کو تیرا خلیفہ اور جانشین تسلیم کر لیا اور نبی کریم کی وہ عظیم الشان پیشگوئی جو تیرے **ولد** کے بارے میں تھی اور اسکی وہ تعبیر جو تو نے حقیقۃ الوحی میں اپنی قلم سے کی تھی مسجد نور کے صحن میں ہزارہا انسانوں کے مجمع میں بڑی شان و شوکت سے پوری ہوئی۔ اور وہ فتنہ پرداز اونچی گردنوں والے افراد جن کے ایک اشارہ پر پہلے ہزاروں انسان اطاعت کا سر جھکانے کے لئے تیار ہو جاتے تھے چشم زدن میں آخرین منہم کے مبارک سواد اعظم سے اس طرح الگ کئے گئے جس طرح دودھ میں سے مکھی یا گھی میں سے بال نکال کر پھینکدیا جاتا ہے۔ اور پھر اسوقت ہماری آنکھوں نے تیرے ایک اور الہام کو بلفظہ پورا ہوتے دیکھا جس میں مذکور ہے کہ

چھوٹے بڑے کئے جائینگے اور بڑے چھوٹے

ہمنے ایک چھوٹے بچے کو بڑا ہوتے اور بڑے بڑے گردن افرازوں کو مجمع عالم میں چھوٹا ہوتے اسدن دیکھا اور گو ہمارے دل اندر ہی اندر انکی علیحدگی کیوجہ سے رو رہے تھے مگر تیرے منہ کی بات پوری ہوتی دیکھ کے میرے آقا کے اور اسے آخرین منہم کے سردار ہمنے ایسے وقت میں بھی خدا اور تیرے قدوس خدا کا شکر ادا کیا۔

کامیابی

پھر کیا ہوا یہ ایک طویل داستان ہے ہاں ہمنے خوشی کی خبر سن لیجئے کہ باوجود معاندین کی سخت کوششوں کے اور انکے شہر شہر نگر نگر پھرنے اور ناخونوں تک زور لگانے کے تیری پیاری جماعت کے اکثر حصہ ہاں ۹۵ فیصدی سے زیادہ حصہ نے تیرے خلیفہ کو رفتہ رفتہ مطاع تسلیم کر لیا اور اگرچہ فتنہ بڑا ہی سخت تھا مگر اب صرف معدودے چند افراد باقی رہ گئے جو حلقہ اطاعت سے باہر ہیں۔

فریق مخالف کی کارروائیاں

جب انہوں نے دیکھا کہ ہماری کوششیں بیہودہ ثابت ہوئیں تو انہوں نے سب و شتم

ہر گز بند نہ ہوئی اور اسکا اظہار پیغام صلح جو تیری وفات کے بعد جاری ہوا ان کیلئے نکالا تھا اور جسکا ذکر پیغام جنگ کے نام سے تیرے خلیفہ اول نور الدین نے تجھ سے وہاں کیا ہوگا۔ اب پیغام صلح وہی کیلئے وقف کر دیا گیا اور تیرے تخت جگر پر وہ جو جاہ سے گولیوں کی باندھی گئی کہ اگر تجھ تک وہ گالیاں مختصراً ہی پہنچائی جائیں تو تیرا دل زخمی اور ریش ریش ہو جائے ہاں یوم الحساب کے دن جب انکے اعمالنامہ کے ساتھ پیغام کے فائل بھی پیش ہونگے تو اے میرے پیارے تو خود دیکھ لیگا کہ احمدی کہلا کر بعض ان میں سے سعد اللہ اور جعفر زٹلی سے بھی ایک قدم آگے بڑھے ہوئے تھے میں سچ کہتا ہوں کہ اگر تو ان باتوں کو سنے جو تیرے نورعین کے حق میں کہی جاتی ہیں اور وہ طعنے تجھے معلوم ہوں جو تیرے اہلبیت اور مخلصین کو دئے جاتے ہیں تو قبر میں تیری روح بےچین ہو جائے اور بے اختیار تیرے ہاتھ بددعا کے لئے اٹھیں مگر اے میرے عزیز و کریم اور رؤف الرحیم محمد کے پیارے غلام تو انکے لئے دعا ہی کر کہ خدا انکو راہ راست پر لائے اور یہ اپنی کئے سے رجوع کریں۔

ان لوگوں کی عداوت اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ ہماری ہر بات انکو عیب نظر آتی ہے ہمارا ہر عقیدہ جو بموجب تیری اپنی ہی تعلیم کے ہم رکھتے ہیں۔ غلط ٹھہرایا گیا ہے ہر فرمان کو جو تو جماعت کے نام لکھ گیا یا الوصیۃ میں فرما گیا تھا انہوں نے پرے پھینک دیا ہے صرف اسلئے کہ ہم انکی تعمیل کرتے ہیں غرض ہر ایک شخص کی دشمنی کیوجہ سے انہوں نے اسکے سب مخصوص احمدی عقائد اور خیالات سے اتنی مخالفت شروع کر دی ہے کہ کبھی ڈر ہے کہ بڑھتے بڑھتے کسی دن تیرے مسیح ہونے اور تیرے آقا کے خاتم النبیین ہونے اور بالآخر تیرے خدا کے رب اللہ ہونے سے انکار نہ کر بیٹھیں۔

ہم کمزور ہیں مگر ہماری کوشش یہ ہے کہ جن عقاید حقہ پر تو ہم کو قائم کر گیا ہے ہم انہیں پر قائم رہیں مگر ہمارے مخالف ایسی ایسی باتیں پیش کرتے ہیں جنکا اشارہ تک ہم تیری تحریروں اور ارشادوں میں نہیں پاتے اور جو صریحاً تیری کھلی کھلی تعلیم کے برخلاف ہیں اب ہم کیا کریں ہم تو ہر طرح اپنے منہ کو تیار ہیں مگر ہماری ضد ہم سے تیری تعلیم کی خلاف ورزی نہیں کرائی جا سکتی۔

ہم میں اور اُن میں اختلافات۔ کفر و اسلام

میرے آقا آپ سنتے جائیں کہ انہوں نے ہم سے کیا اختلاف کیا؟ انہوں نے کہا کہ سب غیر احمدی پکے مسلمان ہیں اور صرف لا الہ الا اللہ ہی دائرہ اسلام کا ہے ہم میں اور غیر احمدیوں میں صرف فروعی اختلافات ہیں اور احمد کے انکار سے انسان کافر نہیں بنتا؟ اور تیرا یہ قول ہے کہ "ہر ایک شخص جسکو میری دعوت پہنچی اور اسنے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں" "جو تیری پیروی نہیں کریگا اور تیری بیعت میں نہیں داخل ہوگا....

.... جہنمی ہے" اور تو نے اپنے منکروں کے کفر اور محمد رسول اللہ کے منکروں کے کفر کو **ایک ہی قسم کا کفر** قرار دیا ہے۔ اور غیر مکفرین کی نسبت فرمایا ہے "کہ جو ہمیں کافر نہیں کہتے ہم انہیں بھی اسوقت تک انکے ساتھ ہی سمجھیں گے جبتک وہ ان سے اپنی علیحدگی ہونیکا اعلان بذریعہ اشتہار نہ کریں اور ساتھ ہی نام بنام یہ نہ لکھیں کہ ہم ان مکفرین کو بموجب حدیث صحیح کافر سمجھتے ہیں" اور ایک اور جگہ یوں بھی لکھا ہے کہ اگر دوسرے لوگوں میں تخم دیانت اور ایمان ہے اور وہ منافق نہیں تو انکو چاہئے کہ ان مولویوں کی بابت لمبا اشتہار ہر ایک مولوی کے نام کی تصریح سے شایع کر دیں کہ یہ سب کافر ہیں۔ تب میں انکو مسلمان سمجھ لونگا۔ بشرطیکہ ان میں کوئی نفاق کا شبہ نہ پایا جائے اور خدا کے کھلے کھلے معجزات کے مکذب نہ ہوں"۔ ان تیرے فرمانوں کے ہوتے ہوئے اے صادق و مصدوق تو ہی بتلا کہ ہم تیری بات لیں یا انکی جنہوں نے اپنے تئیں تیرے ہاتھ بیچا تھا یا انکے ہاتھ پر جنہوں نے آجتک تجھے سچا پایا اور تیرے صدق کے نشان برابر آجتک پورے ہوتے دیکھ رہے ہیں پھر ہم تیرا دامن کیونکر چھوڑیں اور تیرے مخالف کیونکر بنجاویں۔ آجتک کسی غیر احمدی نے تیرا مطلوبہ اعلان شایع نہیں کیا وہ لوگ بغیر اس شرط کے پوری ہوئے انکے گلے لگے مگر ہم کسطرح مل جاویں جب تک کہ وہ لوگ یہ شرط پوری نہ کریں۔ اور پھر اے اس آخری زمانہ کے امام الصادقین جبتک تیرے منکر اپنے تئیں کفر سے ملوث نہ دیکھینگے تب تک وہ کیونکر تجھپر ایمان لاوینگے۔

مسئلہ نبوت پھر یہ کہتے ہیں کہ مسیح موعود نبی نہیں تھا مگر تو تو ہمیں اسی طرح کھول کھول کر فرما گیا تھا کہ میں نبی ہوں اور تیرے آقا کی حدیث عیسٰی نبی اللّٰہ والی ہمارے پاس موجود ہے اور تیری وہ تحریر ہمارے پاس ہے جہاں تو نے لکھا ہے "مگر بعد میں جو خدا تعالے کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اسنے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا" اے میرے نبی تیرا پہلا عقیدہ تو خدا تعالے کی متواتر وحی نے بدلوا دیا اور تجھے مجبور کیا کہ اپنے تئیں نبی سمجھے مگر یہ لوگ ہیں متواتر تحریروں سے اسبات کے پیچھے ہیں کہ جس عقیدہ پر تو خود قائم تھا اور ہمیں کر گیا تھا۔ اسسے ہمیں ہٹا دیں اور خود تجھے بھی تیرے عہدے سے گرا دیں۔ انہوں نے تو اب شایع کر دیا کہ تیرے پر ایمان لانا ضروری نہیں اور نہ تیرے انکار سے تکمیل ایمان میں فرق آتا ہے سو یہ ہیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا۔

نماز پھر میرے آقا حضور نے فرمایا تھا کہ کسی غیر احمدی کے پیچھے نماز نہ پڑھنا بلکہ ایسے احمدی کے پیچھے بھی نہیں جو غیروں کے پیچھے نماز پڑھتا ہو جبتک وہ توبہ نہ کرے۔ سو تو سن لیجئے کہ انہوں نے سوائے چند مکفرین کے باقی تمام غیر احمدیوں کے پیچھے نماز جائز کر لی ہے اور چاہتے ہیں کہ سب انکی اتباع کریں۔ پس اے انعمت علیہم کی جماعت کے برگزیدہ فرد ہم کسطرح حضور کی منشا کی اور صریح مخالفت ہوتے ہوئے انکے پیچھے نماز پڑھیں۔ ہماری غیرت نہیں قبول کرتی کہ وہ تو مغضوب علیہم یا ضالین میں حضور کو داخل سمجھیں۔ اور ہم انکی اس الحمد پر آمین کہیں۔

مسئلہ خلافت اے ساری جماعت کے محبوب سردار! تو نے تو ہمیں الوصیت میں کہا تھا کہ قدرت ثانیہ ابو بکر کی خلافت کے رنگ میں ہوگی اور کئی جگہ تقریروں اور تحریروں میں صریحاً اپنے خلفاء کا لفظ بھی فرمایا اور آیت استخلاف کے معنی الہامی تائید سے خلافت راشدہ اور خلافت مجددین کے کئے تھے مگر تیرے برخلاف صریح طور پر یہ لوگ اس قدرت ثانیہ کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ خلافت دنیاوی طرز کی حکومت تھی نہ کہ دینی نظام اور مخلصین اور تیرے معنوں کو غلط ٹھہراتے ہیں اب اے خاتم الخلفاء جس کیلئے اتباع کا ارشاد ہے تا ہے جسنے تو اپنی آنکھوں سے تیری خلافت ساری عمر بغیر دنیاوی حکومت کے ہی دیکھی۔

اسلام اور مسیح موعود کا وجود پھر پیارے تو نے فرمایا تھا کہ اسلام کو کبھی میرے وجود سے الگ کر کے پیش کرنا۔ میں اسی لئے مامور ہوا ہوں کہ اپنے وجود سے اسلام کی صداقت ظاہر کروں اور تو نے یہ بھی لکھا تھا کہ انبیاء کے وجود بغیر ایمان باللہ صرف ایک فلسفی ایمان ہے اور فلسفی ایمان ایک لعنت ہے۔ اسکے ہوتے ہوئے ہم ان لوگوں کی بات کیونکر مان لیں جو صرف خشک توحید کو ہی مدار نجات اور تمام اسلام سمجھتے ہیں۔ اور پھر اسلام کو غیروں کے سامنے تیرے ذکر سے الگ کر کے پیش کرتے ہیں یہی نہیں بلکہ تیرا نام عمداً چھپاتے ہیں تا کہ غیر احمدی اپنے چندے بند نہ کر دیں اور یورپ والوں کو یہ معلوم نہ ہو جائے کہ مسلمانوں میں بھی عیسویت کی طرح کئی فرقے ہیں تو نے اسی بد عقیدہ کی وجہ سے عبد الحکیم خان کو جماعت سے نکال دیا تھا۔ اب یہ ہمیں اسی عقیدہ کے منوانے پر مصر ہیں میرے آقا! تو گواہ رہ کہ ہم انشاء اللہ تعالے تجھسے مرتد نہیں ہونگے خدا نے تو تجھ سے وعدہ کیا تھا کہ میں بڑے زور آور حملوں سے تیری سچائی ظاہر کرونگا یہ تیری سچائی کو چھپاتے اور سب ضروری موقعہ پر اسکا اخفا کرتے ہیں اور نہیں چاہتے کہ خدا کی مرضی پوری ہو کر رہے۔

انجمن کی کثرت رائے پھر مطاع تو نے ایک انجمن بنائی تھی اور ایک تحریر اسکو لکھکر دی تھی کہ جو امر کثرت رائے سے قرار پا جائے وہ قطعی اور یقینی ہو اس انجمن نے تیرے بعد کثرت رائے سے تیرے دونوں خلیفوں کو یکے بعد دیگرے تیرا جانشین اور مطاع تسلیم کیا مگر ان لوگوں نے خود تو تیری اس تحریر کو کھینچ کھینچ کر کثرت شایع کی اور پھر اسکی خود ہی تکذیب کی اور اس حکم کی خوب تشہیر کر کے انہوں نے اسکا انکار کیا کیا اب بھی تجھکو شک ہے کہ انہوں نے تیری امانت میں کوئی کسر اٹھا رکھی ہے؟

پھر اے میرے حکم تونے فرمایا تھا کہ سب ملکر کام کرنا۔ تفرقہ نہ کرنا اور تیرا خلیفہ اوّل بھی یہی کہتا رہا کہ تفرقہ نہ کرنا مگر انھوں نے تفرقہ اندازی میں اور پھوٹ ڈلوانے میں سبقت کی اور خلیفہ اوّل کے مرنے سے پہلے ہی ایک ٹریکٹ چھپوا کر فتنہ کے موقعہ کے منتظر ہو بیٹھے اور عین وفات کے وقت اسکو ایک خوفناک بم کیطرح احمدیوں کے مجمع میں دے مارا + الفتنۃ نائمۃ لعن اللہ من ایقظہا +

میرے عدل تونے فیصلہ کیا تھا کہ تم پولٹیکل جماعت نہیں ہو۔ تم کسی شورش میں حصہ نہ لینا گورنمنٹ انگریزی کے کامل وفادار اور پورے وفادار بنے رہنا مگر اے میرے قرۃ العین تیرے پیچھے ۵۷ء کے غدر کیطرح ۱۳ء میں پھر کانپور سے ایک چھوٹا سا غدر اٹھا اور بغاوت کی لہریں ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک دوڑ گئیں۔ ایسے وقت میں ان لوگوں نے باوجود تیرے خلیفہ کی مخالفت کے گورنمنٹ پر اعتراض کئے۔ مقتول باغیوں کو شہید کا لقب دیا۔ عوام الناس کو بھڑکانے میں حصہ لیا۔ غدّاروں اور مفسدوں کی تحسین کی۔ اور انکی حمایت میں ان تیرے نام کے غلاموں نے۔ دامے۔ درمے۔ سخنے۔ قلمے کسی قسم کی مدد سے کوتاہی نہیں کی۔ اب تو ہی اے امن اور صلح کے شہزادے ہمیں بتا کہ یہ کام تیری تعلیم کے مطابق انھوں نے کیا؟ یا ہم ہی جو ان سے اس معاملہ میں الگ رہے غلطی پر تھے ؟

اب اور کیا کیا سناؤں۔ انھوں نے تیرے مرکز اور مقام کی بےحرمتی کی اور قادیان کو ترک کرکے لاہور کو جماعت کا مرکز بنایا۔ یہ چاہتے ہیں کہ تیرے بنائے ہوئے اور بسائے ہوئے مقبرہ کو اجاڑ کر علیحدہ ایک اور بہشتی مقبرہ قائم کریں + تیرے الہامات جنکی تفہیم اور مطلب تونے صاف ظاہر کر دیئے تھے ان کے معنے توڑ موڑ کر اور کے اور کرتے ہیں تجھے اور تیرے بیٹے کو نعوذ باللہ محمد علی باب اور اسکے بیٹے بہاء اللہ سے اور تیری کتابوں کو باب کی کتاب البیان سے تشبیہ دیتے ہیں +

پھر تونے کہا تھا کہ ایک بیٹا میرا مصلح موعود ہوگا اُس کا نام بشیر محمود اور فضل عمر ہوگا۔ وہ ۹ برس کی میعاد کے اندر جو ۲۲ مارچ ۹۵ء کو ختم ہوتی ہے پیدا ہوگا وہ جلد جلد بڑھےگا۔ وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔ اُس کا آنا بطور خلفاء کے ہوگا۔ وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا۔ وہ تیرے تخم اور تیری نسل سے ہوگا پھر حقیقۃ الوحی میں لکھا ہے کہ وہ موعود اب اسوقت (۱۹۰۶ء) میں سترھویں سال میں ہے ہم نے ان تیری سب باتوں کو حرف بحرف خلیفہ ثانی کے وجود میں پورا ہوتے دیکھا۔ مگر ہمارے یہ مخالف۔ نہیں بلکہ تیرے مکذب۔ کہتے ہیں کہ وہ ہزار سال بعد پیدا ہوگا۔ کئی نسلوں کے بعد اس کا ظہور ہوگا یا وہ مصلح مبارک احمد مرحوم ہی تھا مگر وہ محمود ہرگز کسی صورت سے نہیں ہو سکتا۔ غرض وہ ہر طرح سے اس عظیم الشان پیشگوئی سے جو اکیلی ہی تیری صداقت ثابت کرنے کے لئے کافی تھی منحرف ہو رہے ہیں اور کھلے کھلے نشانوں کے انکاری ہو کر تیری سچائی کو ملیا میٹ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں +

میرے سردار۔ یہ بار بار کہتے ہیں کہ ہم نے خدمتیں کیں ہم نے مقدمات کی مفت پیروی کی۔ ہم نے بہت سا روپیہ حضور کو دیا۔ ہم سے سلسلہ کو بہت تقویت پہنچی یہاں تک کہ کفن بھی حضور کو ہم نے ہی پہنایا پر میری آنکھوں کے تارے۔ تونے تو کبھی انکے احسانات کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ تونے تو اپنے آخری دنوں کے قریب یوں فرمایا تھا کہ "ایسا نہ ہو کہ تم دل میں تکبر کرو کہ ہم خدمت مالی یا کسی قسم کی خدمت کرتے ہیں...... تھوڑے دن ہوئے کہ بمقام گورداسپور مجھ کو الہام ہوا کہ لا الٰہ الا اللہ فاتخذنی وکیلا یعنی میں ہی ہوں کہ ہر کام میں کارساز ہوں۔ پس تو مجھ کو ہی وکیل یعنی کارساز سمجھ لے۔ اور دوسروں کا اپنے کاموں میں کچھ بھی دخل مت سمجھ۔ جب یہ الہام مجھ کو ہوا تو میرے دل پر ایک لرزہ پڑا اور مجھے خیال آیا کہ میری جماعت ابھی اس لائق نہیں کہ خدا اس کا نام بھی لے" صدق اللہ۔ خدا نے تیرے وجود سے سارے جہان پر عموماً اور احمدیوں پر خصوصاً بے نہایت احسان کیا۔ ہمارا رونگٹا رونگٹا تیری تعلیم تیری ہدایتوں اور تیری دُعاؤں کا احسانمند ہے۔ تونے ہم کو کفر اور ضلالت سے نکالکر مسلمان کیا۔ کافر نعمت ہے وہ جو تجھ پر اپنی کوئی خدمت بھی جتائے اور ایمان سے خالی ہے وہ دل جو تجھ پر کوئی احسان رکھے اور پھر تیرے حضور والا وہ کفن ابتک آپکے پاس ہے۔ اس کا تار تار گواہی دیگا کہ حضور کی اولاد نے نقد اسکی قیمت کے روپے دیدیئے تھے +

اولاد۔ اہلبیت اور جماعت کو گالیاں

پھر تیرے اہلبیت اور اولاد کو کہتے ہیں کہ صدقہ و خیرات کھا کھا کر پلے ہیں۔ مولیٰ پیارے تیرے پاس نذرانوں کے علاوہ زکوٰۃ اور صدقات کا بیشک بہت روپیہ آتا تھا مگر تیرے یہ دونوں کان گواہ ہیں کہ حضور اس روپیہ کو اپنے اور اپنی اولاد کے لئے ایسا ہی حرام فرمایا کرتے تھے جیسا کہ وہ بنو ہاشم کے لئے حرام کیا گیا تھا۔ اور پھر کیا یہ لوگ اتنا بھی نہیں جانتے کہ تو رئیس ابن الرئیس گاؤں کا حصہ دار زمینوں کا وارث باغ کا مالک اور ایک خاص متموّل خاندان کا ممبر اور دس ہزار کی ذاتی جائداد کا متصرف تھا۔

اے میرے محسن انھوں نے بہت دُکھ دیا۔ بہت ظلم کئے تیرے موعود پسر کو جسے خدا نے خلیفہ بنا کر تیری مسند پر بٹھایا تقویٰ سے گرا ہوا۔ حریص۔ لوگوں کے مال کھانیوالا۔ غاصب۔ مسلمانوں کا مکفّر۔ گدی نشین۔ متمنی خلافت۔ مفسد۔ تفرقہ انداز۔ جھوٹا۔ بےایمان منصوبہ باز۔ جاہ طلب۔ بےشرم۔ شکم پرست۔ پوپ اور گرو۔ تیلی وغیرہ وغیرہ ناموں سے یاد کیا۔ اور تیری جماعت کو بیہودہ سست مشرک جاہل۔ سلنگ کے ٹکڑے توڑنیوالے اور انکے اجماع کو بھیڑ چال۔ اور انکے انتخاب خلیفہ کو جو در اصل خدائی انتخاب تھا بیہودہ الیکشن۔ اور ان کے بعض افراد کو گورنمنٹ سے روپیہ لیکر قوم میں تفرقہ ڈلوانے والا کہا گیا۔ یہیں تک نہیں بلکہ تیرے خلیفہ اوّل کی نامزد کردہ احمدی مسجد کو اپنا ذاتی مال اور پرائیویٹ ہال کہکر تیری جماعت کو اسمیں سے نکال دیا گیا۔ ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ الخ +

اب تو میرے مسیح اور میرے مہدی میں تیرے حضور قریباً سارا قصہ سنا چکا اب خود ہی انصاف کر کہ حق کس کی طرف ہے اور ناحق پر کون ہے۔ تیرے فرمانبردار کون ہیں اور نافرمان کون؟ تیری اپنی جماعت کون ہیں اور باغی کون؟ میں نہیں خیال کرتا کہ سب انھیں سے ہدایت پر آجائینگے مگر کئی ایسے ہیں جو تعلقات اور دوستی کی وجہ سے یا حسن ظنی کے باعث بلا کے پیچ میں آئے ہوئے ہیں۔ ان پر ابھی بہت امیدیں ہیں + تو درد دل سے اپنے مولیٰ کے آگے دست دعا دراز کر۔ تو اپنے آقا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو رب العرش کے حضور واسطہ لا کہ وہ اپنے فضل سے اس فتنہ کو فرو کرے اور اس آگ کو آب رحمت کے چھینٹوں سے بجھا دے + اور پھر بھی جو تیری اہانت پر کمربستہ رہیں ان کو انی مھین من اراد اھانتک کا مزا چکھا دے +

اس کا انجام کیا ہوا

اے زمرۂ انبیا کے چمکتے ہوئے گوہر اور ہدایت اور رہنمائی کے روشن ستارے ایک

ضروری اعلان

برادران ! السلام علیکم پچھلے دنوں جو فتنہ عظیمہ پیدا ہو گیا تھا اسکی وجہ سے مجھے احتیاطاً یہ اعلان کرنا پڑا تھا کہ مبایعین اپنے وہ چندہ جو صدر انجمن احمدیہ کو بھیجتے ہیں میری معرفت ارسال کیا کریں لیکن اب چونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خطرہ کے ایام گذر گئے ہیں اور جماعت کا اکثر حصہ ایک سلک میں منسلک ہو گیا ہے اس لئے اس اعلان کے ذریعہ سب احباب کو اطلاع دیتا ہوں کہ وہ اپنے چندہ حسب دستور سابق صدر انجمن احمدیہ کو براہ راست بھیج سکتے ہیں ؛

رمضان میں درسِ قرآن کریم

چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ اول رضی اللہ عنہ پچھلے دو تین سالوں میں ماہِ صیام میں قرآن کریم کا ایک دور فرماتے تھے اور بعض بیرونجات کے دوست ایک ماہ کی چھٹی لیکر ترجمۂ قرآن سن جایا کرتے تھے اس لئے بعض دوست دریافت فرماتے ہیں کہ کیا اس سال بھی ماہِ رمضان میں اسی طرح کل قرآن کریم کا درس ہوگا یا نہیں ایسے احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ پچھلے دنوں کے فتنہ نے میری صحت پر ایسا اثر کیا ہے کہ میں اپنے آپکو اس سال اس قابل نہیں پاتا کہ ایک ماہ میں قرآن کریم کا درس دے سکوں کیونکہ علاوہ اور عوارض کے میرا حلق ایسا بیمار ہے کہ تھوڑی دیر بولنے سے سخت تکلیف ہو جاتی ہے احباب دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ شفا عطا فرمائے اور آیندہ میں بھی اپنے پیش رو کی سنت کو جاری رکھوں ؛

ترقی اسلام کا چندہ

آخر میں اپنے دوستوں سے ایک اور ضروری بات بھی کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ قریباً دو ماہ ہوئے کہ مینے ترقی اسلام کیلئے چندہ کی اپیل کی تھی اور لکھا تھا کہ اسوقت سب سے بڑا فرض ہم پر اشاعت اسلام ہے اس لئے احباب کم سے کم بارہ ۱۲ ہزار روپیہ سالانہ کا انتظام اس کام کیلئے کریں سو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسوقت تک قریباً بیس ہزار کے وعدہ ہو چکے ہیں اور پانچہزار کے قریب وصول ہو چکا ہے لیکن ابتدائی اخراجات کی وجہ سے اس دفعہ بہت خرچ کی ضرورت ہوگی اور چند ماہ کے اندر بہت سا روپیہ خرچ ہو چکا ہے اسوقت ہندوستان کے مختلف علاقوں کے علاوہ غیر ممالک میں بھی ہمارے مبلغ اپنا کام کر رہے ہیں اور عنقریب ۲ دو اور مبلغ بھیجے جائینگے۔ ایک مقام ایسا ہے کہ وہاں تبلیغ کرنیکی تحریک بذریعہ رؤیا کیگئی ہے اس لئے جن احباب نے ابھی تک اس طرف پوری طرح توجہ نہیں کی وہ بہت جلد اس ثواب میں شامل ہوں اور جو لوگ چندہ لکھوا چکے ہیں وہ انکی ادائیگی کی کوشش فرمائیں تاکہ کام میں کسی قسم کا ہرج واقعہ نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہو اور اپنے فضل کے سایہ کے نیچے آپ کو رکھے اور ہر ایک ابتلاء اور آفت سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ والسلام

خاکسار مرزا محمود احمد